از: مولانا شبیر حسن بستوی

امام احمد رضا بحیثیت منطقی و فلسفی

محترم شبیر حسن ضلع بستی یوپی کے متوطن ہیں اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لے گئے تقریباً دس سال سے وہیں درس و تدریس میں مشغول ہیں۔ پیش نظر مضمون ان کی صلاحیت کا آئینہ دار ہے ہم شکریہ کے ساتھ شائع اشاعت کر رہے ہیں۔

ادارہ

یوں تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں دنیائے سنیت کا گوشہ گوشہ ان کے علم و عرفان سے روشن و منور ہے مجھے منطقی و فلسفی حیثیت سے فاضل موصوف علیہ الرحمۃ کا اجمالی تعارف کرانا ہے ویسے میری بساط ہی کیا کہ حضور مجدد مائۃ حاضرہ کا تعارف کراؤں اس لئے کہ تعارف و تعریف فرع ہے معرفت کی، تو جب یہ نہ معلوم ہو جائے کہ فاضل موصوف کا منطق و فلسفہ میں کیا مقام ہے تو کماحقہ تعارف کیسے کوئی کرا سکتا ہے۔ پھر میری ہی بات نہیں بڑے بڑوں نے مجدد مائۃ حاضرہ کے جلالت علمی کا لوہا تسلیم کیا ہے اور بے ساختہ کہہ پڑے ہیں کہ سچ فرمایا فاضل بریلوی نے ؎

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں۔

انہیں جس حیثیت سے بھی دیکھا جائے وہ اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ تصوف کی حیثیت سے ان کی ذات گرامی پر نظر ڈالی جاتی ہے تو گروہ صوفیا کے امام نظر آتے ہیں۔ مفسر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو تفسیر میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ حدیث دان کی حیثیت سے نظر ڈالئے محدث اعظم نظر آتے ہیں۔ فقہی حیثیت سے دیکھئے تو اپنے زمانہ کے امام اعظم نظر آ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ اگر اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اطہر میں ہوتے تو ان کے صاحبان کرام میں ہوتے۔ نحوی و صرفی حیثیت سے حضرت موصوف گرامی کو دیکھا جائے تو امام النحو والصرف نظر آ رہے ہیں کہ سیبویہ بھی فاضل موصوف کے عہد مبارک میں ہوتا تو موصوف گرامی کی شاگردی کا شرف حاصل کرتا۔ شعر و شاعری کی حیثیت سے دیکھئے تو نعت گوئی میں حسان الوقت نظر آ رہے ہیں۔ اور بڑے بڑے صوفیہ و مناطقہ و فلاسفہ آپ کے اشعار نعت کے مطالب سمجھنے سے قاصر ہیں نیز خوبی یہ کہ سارے علوم آپ کی شاعری میں مضمر ہیں۔ علم ریاضی کی حیثیت سے فاضل موصوف کی ذات گرامی پر نظر ڈالی جاتی ہے تو اقلیدس بھی محو حیرت بن جائے۔ اور ریاضی کے بہت سے اصول موضوعہ کو باطل فرما دیا۔ اور بہت سے علوم ایسے ہیں جنہیں فاضل موصوف نے سرے سے جنم دیا۔ اور ان علوم میں مرتبہ ایجاد پر فائز تھے۔

کیوں نہ ہو ایسا جب کہ علامہ زمن قطب وقت حضرت والد گرامی مولانا نقی علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا تھا تم اپنے علوم دینیہ کی طرف متوجہ رہو۔ ان علوم کو خود بخود حاصل کر لوگے مولا تعالیٰ عزوجل اپنے مقبول محبوب بندوں کے ارشاد میں برکتیں رکھتا ہے۔ منطقی و فلسفی حیثیت سے فاضل موصوف کو دیکھا جائے تو امام المنطق والفلسفہ نظر آ رہے ہیں کہ ارسطاطالیس و بو علی ابن سینا وغیرہما مناطقہ آپ کے حلقہ درس میں آکر منطق و فلسفہ کا درس سیکھیں غرضیکہ حضرت موصوف گرامی کو جس حیثیت و جہت سے بھی دیکھا جائے وہ اس حیثیت سے امام ہی نظر آ رہے ہیں۔ اسی لئے تو تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے

www.AlahazratNetwork.org

ہیں ؎ "ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں"

سبیح فرمایا فرمانے والوں نے کلام الامام امام الکلام ۔ منطق و فلسفہ میں اس درجہ کمال حاصل تھا کہ منطق و فلسفہ ہی سے مناطقہ و فلاسفہ کے اکثر اصول مخترعہ و اصطلاح مزخرفہ کو باطل فرما دیا ۔ مناطقہ نے علم کی تعریف کی ہے ۔ الصورۃ الحاصلۃ من الشیء عند العقل ۔ اس تعریف کو فاضل موصوف نے رد فرما دیا ۔ اور فرمایا کہ ان سفہائے اصل و فرع میں فرق نہ کیا ۔ اگر علم نام تو حصولِ صورت کیوں کر ہو مطلب یہ ہوا کہ علم سے حصول معلوم ہوتا ہے نہ کہ حصول صورت سے علم ۔ اور جب مقسم باطل ہے تو اس جہت سے علم کا انقسام بھی تصور و تصدیق کی طرف باطل ہو گیا ۔ نیز مناطقہ جہلا و فنِ منطق میں معرف و حجت سے بحث کرتے ہیں چونکہ ان کے ہاں معرف و حجت منطق کا موضوع ہے اور معرف کی چار قسمیں بناتے ہیں ۔ حدِ تام ، حدِ ناقص رسمِ تام ، رسمِ ناقص قطع نظر ان اعتراضات سے کہ حدِ تام وغیرہ کی تعریفیں دوری ہیں ۔ ذاتیات و عرضیات کی تمیز بہت مشکل ہے تحصیل حاصل لازم آتا ہے ۔ اور آج تک مناطقہ حدِ تام کی مثال حیوان ناطق کے سوا کوئی دوسری مثال نہ پیش کر سکے بلکہ گھڑ نہ سکے اور انسان کی یوں تعریف کی ھو حیوان ناطق ۔ یہ انسان کی تعریف ملائکہ پر بھی صادق آتی ہے ۔ یہ کیا ضروری ہے کہ حیوان جنس قریب اور ناطق فصل قریب ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے قریب تر کوئی دوسری جنس ہو وغیرہا اعتراض کو نظر انداز فرماتے ہوئے فاضل موصوف فرماتے ہیں کہ ان سفہائے جو انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کی وہ بھی غلط کی انسان پر حیوان ناطق کسی طرح صادق نہیں آتا ۔ اس لئے کہ حیوان کی تعریف جسم نامی حساس متحرک بالارادہ سے کی اور ناطق کے معنی گھڑے مدرک کلیات و جزئیات و مستنبط نتائج جو اصلاً زبان عرب کے مساعد نہیں ۔ ان مناطقہ سفہا نے تو آوازوں پہ حدود کا مدار رکھا گھوڑا حیوان صاہل ، گدھا حیوان ناہق انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا پھر مزید دوسرے معنی گھڑے مدرک کلیات و جزئیات ۔ خیر یوں ہی سہی اب سوال یہ ہے کہ انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ کا ۔ اگر انسان بدن کو کہا جائے تو بدن میں قوت ادراک نہیں ۔ اس لئے کہ ادراک و استنباط نتائج کار نفس ہے نہ کار بدن ۔ اور اگر انسان نفس ناطقہ کو کہا جائے تو نفس حیوان نہیں اس لئے کہ نفس ناطقہ جسم نہیں اور نامی بھی نہیں بلکہ ان کے یہاں متحرک بھی نہیں ہے اور اگر دونوں کے مجموعہ کو انسان کہا جائے تو بقول مناطقہ نتیجہ ارذل کے تابع ہوتا ہے حیوان و لاحیوان کا مجموعہ لاحیوان ہو گا اور ناطق و لاناطق کا مجموعہ لاناطق ہو گا بہر طریقہ انسان کی تعریف انسان پر کسی طرح صادق نہیں آتی ۔ اس تعریف کو غلط ثابت کرنے کے بعد حضرت موصوف گرامی فرماتے ہیں کہ انسان نام روح متعلق بالبدن کا ہے اور روح کی معرفت بغیر معرفت رب حاصل ہو نہیں سکتی ۔ اسی لئے اولیاء کرام فرماتے ہیں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہو گی جب پہلے معرفت رب ہو لے بعض جہلاء و زنادقہ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے قتل الخراصون (ربی) نہ کہ معاذ اللہ رب اور جو اپنے حقیقت سے جاہل ہو اور وہ دوسرے کی حقیقت کیا بتا سکتا ہے جو اپنے آپ کو نہ جان سکے دوسرے کو کیا جان سکتا ہے ؎

تنت زندہ بجاں جاں نہانی تو از جاں زندہ و جاں را ندانی

اس علم کی تعریف موصوف گرامی نے اس طرح کی ہے کہ علم وہ نور ہے کہ جو شئے اس کے دائرہ میں آگئی منکشف ہو گئی ۔ اور جس سے متعلق ہو گیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہو گئی ۔ جب فلاسفہ و مناطقہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الٰہی کو کیا جانیں گے ۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ذہن و صورت دار تسام و نور عرضی سب سے پاک و منزہ ہے اس کا علم حضور معلوم کا محتاج نہیں اس کا علم حضوری و حصولی دونوں سے پاک و منزہ ہے ۔ اس کا علم اس کی صفات قدیمہ قائمہ بالذات و لازم مقتضی ذات ہے اور کم و کیف سے منزہ ہے ۔ وہاں چون و چرا و چگوں کا دخل نہیں تو مناطقہ کا علم حق سبحانہٗ و تعالیٰ میں کیسا جہل تام ہے ۔ اسی لئے حدیث شریف میں ارشاد ہوا تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ فتھلکوا ۔ اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو ورنہ گمراہ و ہلاک ہو جاؤ گے علم میں فکر کرنا اس کی ذات میں فکر کرنا ہے ۔ اس لئے کہ اس کی صفات کو ذات سے کسی موطن میں بھی جدائی ممکن نہیں ۔ فاضل موصوف

www.AlahazratNetwork.org

منا ظرہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حیوانات بھی ناطق ہیں بلکہ ہر شے ناطق ہے شجر و حجر دیوار و در سب ناطق ہیں نص ہے۔

انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ

> موصوف گرامی کو ہر علم میں انتہائی کمال حاصل تھا۔ منطق کی مشہور کتاب ملا جلال میر زاہد کا حاشیہ عربی میں تحریر فرمایا حاشیہ شمس بازغہ عربی میں تحریر فرمایا اصول طبعی کا حاشیہ اردو میں لکھا اور بہت سی کتابوں کے حواشی و شروح موصوف گرامی نے لکھے ہیں۔ کل آپ کی تصنیفات ایک ہزار سے بھی زائد ہیں جیسا کہ ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین علیہ الرحمہ نے حیات اعلیٰ حضرت میں تحریر فرمایا ہے۔ تقریباً پچاس علوم و فنون میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور آپ کے حواشی و شروح اوروں کے حواشی و شروح کی طرح نہیں کہ متون و شروح سے ماخوذ ہیں بلکہ خود آپ کے افادات و افاضات ہیں اور جودتِ طبع کے جوہر بے بہا ہیں۔

اور جہلاء فلاسفہ اپنے آپ کو فلسفی کہلانے والے حالانکہ فلسفہ جس کا نام ہے۔ ان سفہا کو فلسفہ سے کوئی تعلق نہیں اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ اگر یہ موصوف گرامی کے دور مبارک میں ہوتے تو موصوف گرامی سے منطق و فلسفہ سیکھتے فلاسفہ نے اپنے مزعومات باطلہ پر ایسے کمزور دلائل پیش کئے ہیں جو ہر ذی فہم پر روشن ہے کہ فلسفہ جدیدہ کو اصلاً عقل سے ربط و تعلق نہیں۔ موصوف گرامی نے فلسفہ جدیدہ زمین کے رد میں "فوز مبین در رد حرکت زمین" نامی کتاب مستطاب تحریر فرمائی جس میں ایک سو پانچ دلائل سے حرکت زمین باطل کی اور سارے مزعوماتِ فلسفہ جدیدہ کو غلط ثابت فرما دیا اور وہ روشن رد فرمائے کہ جن کے مطالعہ سے ہر ذی انصاف پر آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے گا کہ یقیناً فلسفہ کو عقل سے مس نہیں اور فلسفہ قدیمہ کے وہ دلائل جو حرکت زمین کے رد میں تھے۔ ان دلائل کا بھی ابطال فرمایا اور فرما دیا کہ فلسفہ جدیدہ کی طرح فلسفہ قدیمہ بھی بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ فلسفہ قدیمہ کے رد میں الکلمۃ الملہمہ نامی کتاب مستطاب تصنیف فرمائی جس میں فلسفہ قدیم کے بھی ایک ایک مزعومات باطلہ کا ابطال فرمایا۔ فلسفہ قدیم کا پہلا مسئلہ جزو لا یتجزی کا ابطال ہے اور جزو لا یتجزی پر فلاسفہ کے اکثر مزعومات مبنی ہیں۔ جزو لا یتجزی کے ابطال سے فلاسفہ کی منشاء یہ ہے کہ جسم کی ہیولیٰ و صورت سے ترکیب ثابت کریں اور پھر اسی سے عالم کی قدامت ثابت کریں۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ذات و صفات باری تعالیٰ کے سوا کوئی شئے قدیم نہیں۔ قدامت ذات باری تعالیٰ کو زیبا ہے کائنات عالم کا ایک ایک فرد حادث مخرج من العدم ہے جزو لا یتجزی فاضل موصوف کے نزدیک باطل نہیں موصوف گرامی الکلمۃ الملہمہ کے اکتیسویں مقام کے موقف اول میں فرماتے ہیں "ہمارے نزدیک جزو لا یتجزی باطل نہیں" موصوف گرامی نے فلاسفہ کے دلائل ابطال کا ابطال فرمایا اور جزو لا یتجزی کا امکان بلکہ اثبات فرمایا۔ متکلمین نے جزو لا یتجزی کے امکان پر جو دلائل قائم کئے ہیں ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تام نہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض کو شرح مقاصد کے اندر قوی بتایا جزو لا یتجزی کا اثبات قرآن مقدس سے فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ومزقناھم کل ممزق تمزیق پارہ پارہ کرنا۔ ہم نے ان کی کوئی تمزیق باقی نہ رکھی۔ سب بالفعل کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں تمزیق موجود مراد نہیں ہو سکتی کہ تحصیل حاصل ناممکن ہے۔ لاجرم تمزیق ممکن مراد یعنی جہاں تک تجزیہ کا امکان تھا سب بالفعل کر دیا تو ضروری تجزیہ ان اجزاء پر منتہی ہوا جن کے آگے تجزیہ ممکن نہیں ورنہ کل ممزق نہ ہوتا کہ ابھی تمزیقیں باقی تھیں اور وہ اجزاء جن کا تجزیہ ناممکن ہو وہ نہیں مگر اجزاء لا یتجزی تو اس تقدیر پر حاصل یہ ہوا کہ اجسام کے تمام انفصالات حسیہ کے ہر حصے اور ہر ہر حصے کے حصے باطل فرما کر ان کے اجزاء لا یتجزی دور دور بکھیر دئیے کہ اب کسی جزء کو دوسرے جزء سے اتصال حسی بھی نہ رہا۔ موصوف گرامی قرآن کریم سے استدلال کے بعد فلاسفہ کے دلائل کا ابطال فرماتے ہیں اور یہ ثابت فرما دیا کہ جزء لا یتجزی باطل نہیں اور فلاسفہ کی ساری دلیلیں اتصال جزئین کو باطل کرتی ہیں۔ نفس جزء کا بطلان کسی دلیل سے بھی نہیں ہوتا۔ فلاسفہ ترجیح بلا مرجح مطلقاً باطل مانتے ہیں۔ موصوف گرامی فرماتے ہیں کہ ترجیح بلا مرجح کا بطلان مطلقاً باطل نہیں۔

www.AlahazratNetwork.org

مصدر اگر صلاقت مصدر یہ پر ہو امبنی الفاعل ہو تو ہرگز محال نہیں بداہتہً واقع ہے ہاں مبنی للمفعول ہو تو محال! کہ وہی ترجیح بلا مرجح ہے اس کی مثال بیان فرمائی ہے کہ عقل انسانی میں آدمی اپنے ارادے کو دیکھ رہا ہے کہ دو متساویوں میں بے کسی مرجح کے آپ تخصیص کر لیتا ہے دو جام یکساں ایک صورت ایک نظافت کے دونوں میں ایک سا پانی بھرا ہو اس سے ایک قریب پر رکھے ہوں یہ پینا چاہے اس میں سے جسے چاہے اٹھا لے گا۔ ایک مطلوب تک دو راستے بالکل برابر دیکساں ہوں جسے چاہے چلے گا۔ ایک سے دو کپڑے ہوں جسے چاہے گا پہنے گا۔ فلاسفہ کا اصول ہے الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد یعنی جو واحد محض ہو اس سے ایک ہی شئے کا صدور ہو سکتا ہے۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ ایسا ہی واحد ہے لہٰذا اس نے صرف عقل اول کو بنایا۔ "نعوذ باللہ من ھذاہ العقائد" فلاسفہ دس عقلیں اور نو افلاک کے قائل ہیں۔ حضرت موصوف گرامی اس قضیہ نا مرضیہ پر بہت سے سوالات قاہرہ قائم فرماتے ہیں کسی ایک کا جواب فلاسفہ سے نہیں بن سکے گا۔ اور آخر میں فرمایا یہ قاعدہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد خود ہی باطل مردود ہے اور محل تنافیین ہے۔ اس لئے مؤثر من حیث ہو مؤثر کا واحد محض ہونا محال! اور تم نے اس کو ایسا ہی فرض کیا کہ وصف عنوانی کے حکم ضمنی میں نقیضین کو جمع کر لیا۔ یعنی وہ واحد محض کہ ہرگز واحد محض نہیں اس لئے ایک ہی شئے صادر ہوگی ایسا ماننا تعقیبین خود ہی محال ہے نہ کہ اس سے کسی شئے کے صدور و عدم صدور کی بحث۔ نہ کہ اس سے صدور واحد کی تجویز یا تو استثنا کا حکم صریح بھی باطل۔ یہ ہے ماہرین فلاسفہ کا تفلسف کہ ان کے بو علی سینا سے لے کر ملا محمود جونپوری تک اسی قسم کے اباطیلات کی پیروی کرتے آئے اور اب تک اس کے سوا ان سے کچھ نہ مل سکا۔

حضرت موصوف گرامی کو ہر علم میں انتہائی کمال حاصل تھا منطق کی مشہور کتاب ملا جلال میر زاہد کا حاشیہ عربی میں تحریر فرمایا۔ حاشیہ شمس بازغہ عربی میں تحریر فرمایا۔ اصول طبعی کا حاشیہ اردو میں لکھا۔ اور بہت سی کتابوں کے حواشی و شرح موصوف گرامی نے تحریر فرمائے ہیں۔

کل آپ کی تصنیفات ایک ہزار سے بھی زائد ہیں۔ جیسا کہ ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین علیہ الرحمہ نے حیات اعلیٰ حضرت میں تحریر فرمایا تقریباً ۵۰ علوم و فنون میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور آپ کے حواشی و شرح اور دوں کے حواشی و شرح کی طرح نہیں کہ متون و شرح سے ماخوذ ہوں۔ بلکہ خود آپ کے افادات وافاضات اور جودت طبع کے جوہر بے بہا ہیں۔ ؎

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم | جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں۔

جامعہ قادریہ فیصل آباد (لائلپور)
کی مسجد اور مزار
حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شہید

www.AlahazratNetwork.org